قناعت

تین آدمی کہیں جارہے تھے۔راہ میں انہیں خزانہ مل گیا۔بہت خوش ہوئے۔طے ہوا کہ کوئی مناسب جگہ ڈھونڈھ کر آپس میں برابر برابر بانٹ لیں۔چلتے چلتے ایک مناسب مقام پر پہنچے۔ تقسیم سے پہلے انہیں بھوک محسوس ہوئی۔ایک کو آبادی میں بھیجا کہ جاؤ کھانا لے آؤ۔وہ گیا۔ کھانا خریدا۔اس کے دل میں بدی آئی۔سوچا کیوں نہ پورے خزانہ پر تنہا میرا قبضہ ہو جائے۔ترکیب یہ سوچی کہ کھانے میں زہر ملا دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا۔ادھر دونوں نے بھی یہی طے کیا کہ وہ جیسے ہی کھانا لے کر آئے اسے مار ڈالیں اور خزانہ آدھا آدھا بانٹ لیں۔وہ آیا اور دونوں نے مل کر اسے قتل کر دیا۔پھر زہر آلود کھانا کھا کر وہ دونوں بھی مر گئے۔لالچ کا یہی انجام ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس انگور کی بہت سی ٹوکریاں ہدیہ میں آئیں۔ آپ نے انہیں ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا۔ شام کو ان کی لونڈی نے ایک ٹوکری نکالی۔ آپ نے اس سے پوچھا یہ کہاں تھی؟اس نے کہا کہ میں نے ایک ٹوکری رکھ لی تھی کہ شام کو کھائیں گے۔ آپ نے کہا کہ اگر کھانا ہی تھا تو دو ایک خوشے رکھ لیتیں اتنے سارے کی ضرورت نہ تھی.

مشہور و معروف صحابی رسول حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنی ضرورت بتائی۔رسول اللہ ﷺ نے انہیں مرحمت فرمایا۔پھر وہ دوسری مرتبہ اسی لئے آئے آپ ﷺ نے پھر انہیں دیا۔ تیسری مرتبہ ایسے ہی ہوا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی تربیت کے لئے فرمایا:اے حکیم!یہ مال بڑی خوش گوار، پرکشش اور لذیذ چیز ہے۔جو نفس کی فیاضی کے ساتھ اسے لیتا ہے یعنی بغیر لالچ و حرص کے تو اس کے لئے یہ بابرکت ہوتا ہے اور جو اپنے کو گرا کر لیتا ہے تو یہ بے برکت ہو جاتا ہے۔اس کی مثال ایسی ہوتی ہے کہ کھائے لیکن سیر نہ ہو۔ دینے والا ہاتھ بہتر ہوتا ہے لینے والے ہاتھ سے۔(متفق علیہ)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے اسی وقت یہ عہد کیا کہ اب کبھی کسی سے کچھ نہ لیں گے۔چنانچہ عہد صدیقی میں انہیں بلایا جاتا تھا کہ کچھ لے لیں لیکن وہ انکار کر دیتے تھے۔یہی حال عہد فاروقی میں بھی تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں آدمی بھیج کر بلاتے تھے کہ آؤ مال غنیمت میں سے اپنا حصہ لے لو لیکن وہ اپنے عہد پر قائم رہے اور

کبھی کچھ نہ لیا۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ زندگی بھر ایسے ہی قانع اور مطمئن رہے اور رسول اللہ ﷺ کی نصیحت کو گرہ میں باندھے رہے اور محنت مزدوری کر کے گزر اوقات کرتے رہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ گورنر تھے۔ آپ کی تنخواہ پانچ ہزار درہم تھی۔ آپ ساری تنخواہ صدقہ کر دیتے۔ گزر اوقات کے لئے کھجور کی پتیاں لاتے اور ان سے برتن بناتے اور تین درہم میں فرخت کرتے۔ ان تین درہموں میں ایک درہم صدقہ کرتے، ایک درہم سے کھانے کا سامان لاتے اور ایک درہم کی پتیاں لاتے جن سے سامان بنا کر دوسرے دن بیچتے۔

قناعت کیا ہے؟: اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہنے کو قناعت کہتے ہیں۔ دوسروں کے پاس جو کچھ ہے اس کے لئے دل میں کوئی لالچ نہ ہو۔ یہ ایمان کی سچائی کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللهُ بِمَا آتَاهُ» وہ شخص فلاح یاب ہوا جو ایمان لایا اور اسے بقدر کفاف رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قناعت بھی عطا کی۔ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کی قناعت:

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی نے جو کچھ بھی عطا کیا تھا آپ ﷺ اس پر راضی تھے۔ آپ نے کبھی کسی کے سامنے دست سوال نہیں دراز کیا اور نہ ہی کبھی دنیا کی لالچ دل میں پیدا ہوئی۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کے ذریعہ تجارت کی اور نفع کمایا لیکن کبھی مال کی محبت میں گرفتار نہ ہوئے۔ مال غنیمت کثیر مقدار میں آپ کے پاس آتا لیکن سارے کا سارا صحابہ کرام کے درمیان تقسیم فرما دیتے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھتے۔ رسول اللہ ﷺ کھجور کی چٹائی پر سوتے۔ ایک دفعہ صحابہ کرام نے جسم اطہر پر چٹائی کے نشانات دیکھے تو چاہا کہ آپ کے لئے نرم بستر کا انتظام کر دیں لیکن آپ نے انہیں منع فرما دیا اور کہا: «مَا لِي وَلِلدُّنْيَا، مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا» مجھے دنیا سے کیا کام میں تو بس ایک مسافر کی طرح ہوں جو کسی درخت کے سایہ میں تھوڑی دیر آرام کر کے آگے بڑھ جاتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ).

قناعت کا اگر کوئی یہ مفہوم لے کہ اچھے اور نیک کاموں میں بھی قناعت کرنی چاہئے تو یہ غلط ہو گا۔ قناعت کا تعلق اللہ کی تقسیم سے ہے نہ کہ نیکی اور اچھے اعمال سے جن سے انسان اللہ کی رضا اور خوشنودی کا طلب گار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ﴿١٩٧﴾﴾ (البقرة: ١٩٧) ترجمہ: سفر حج کے لیے زادِ راہ ساتھ لے جاؤ، اور سب سے بہتر زادِ راہ پرہیزگاری ہے۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾﴾ (آل عمران: ١٣٣) ترجمہ: دوڑ کر چلو اُس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اُس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے، اور وہ اُن خدا ترس لوگوں کے لیے مہیا کی گئی ہے

قناعت کی فضیلت:

قناعت پسند انسان کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور دنیا کے لوگ بھی اس سے محبت کرتے ہیں، یہ دنیا اور آخرت میں بھلائی کا سرچشمہ ہے۔

* **قناعت برکت کا سبب ہے:** یہ ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے مالداری کے بارے میں فرمایا: «لَيْسَ الغِنَى عَنْ كَثْرَةِ العَرَضِ، وَلَكِنَّ الغِنَى غِنَى النَّفْسِ» دنیا کے سازوسامان کی کثرت مالداری نہیں۔ اصل مالداری دل کا استغناء ہے۔ (متفق علیہ) لالچ اور حرص کا انجام ذلت اور رسوائی ہے۔ لالچی اور حریص کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا، ہمیشہ مال کی تاک میں لگا رہتا ہے۔ برکت اس کے گھر سے اٹھالی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: « وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللَّهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ» جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دیا ہے اس پر راضی رہ تو سب سے بے نیاز ہو جائے گا۔ (ترمذی، احمد)

* **قناعت جنت کا راستہ ہے۔** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے گا تو میں اسے جنت کی ضمانت دوں۔ صحابی رسول ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا میں، پھر انہوں نے کبھی کسی سے کچھ نہ مانگا۔ (ابوداؤد، ترمذی، احمد)

* **قناعت عزت نفس کی حفاظت کرتی ہے۔** قناعت سے آدمی کسی دباؤ کا شکار نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ آزاد رہتا ہے دوسرے نہ اس کو دباؤ ڈال کر ہمنوا بنا سکتے ہیں اور نہ ہی اس پر اپنی رائے مسلط کر سکتے ہیں۔ اس کے برخلاف لالچی

ہمیشہ دوسروں کی خوش آمد اور غلامی میں مبتلا رہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لالچ ہمیشہ کی غلامی ہے۔ غلامی تین طرح کی ہوتی ہے۔ اول عام غلامی دوم شہوت ولذت کی غلامی اور سوم لالچ کا غلام۔

* قناعت اپنے جلو میں سکون واطمینان لاتی ہے۔ قناعت پسند انسان ذہنی الجھنوں کا شکار نہیں رہتا۔ نفسیاتی اعتبار سے انتہائی مطمئن اور مسرور رہتا ہے۔ جب کہ لالچی ہمیشہ نناوے کے پھیر میں رہتا ہے۔ اسے کسی حال میں چین نہیں ملتا۔ حدیث قدسی ہے: «يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي، أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى، وَأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ، مَلَأْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا، وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ» اے ابن آدم تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرا سینہ بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیرے فقر واحتیاج کو دور کر دوں گا (ابن ماجہ) بے شک انسان کو جو کچھ ملا ہے اس پر قناعت ہی میں سکون وسرور ہے اور اگر انسان اپنی خواہشات کی تکمیل چاہے تو بقول شاعر۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے